

انتساب

میں اپنی اس کتاب کو لیفٹیننٹ جنرل
دریٹارڈ، سید ذاکر علی زیدی ڈائریکٹر جنرل
انسٹیٹیوٹ آف سٹریٹجک اسلام آباد کے
نام نامی سے معنون کرنے کا شرف حاصل
کرتا ہوں۔ جن کی محبت میرے لیے



سید افتخار عباس زیدی

سرمایہ حیات ہے۔
اللہ کی امداد الہیہ ہے۔
ایمان میں ان کے بھروسے بننا ہے۔
تائید خدا داد الہیہ ہے۔
ایمان کی بنیاد الہیہ ہے۔

مخرف قرآن کا ایک ایک سورہ ہو گیا
اہتمام تو ہر اجماع و شوری ہو گیا
حیدر صدر ہوئے پیدا تو کہنے نے کہا
آج میرا مقصدِ تعمیر پورا ہو گیا



ادنیٰ سے بیاں رتبہ عالی نہیں ہوتا
مذبح علیٰ کا کبھی عالی نہیں ہوتا
لفظوں سے ادا کیسے ہو تعریف علیٰ کی
کوزوں سے سمندر کبھی خالی نہیں ہوتا



کس کو پیاسا تو کسے چشمہ جاری سمجھوں
سخت حیران ہوں کیا خالقِ باری سمجھوں
سانے چہرہ حیدر کے ہے فرقانِ کرم
کس کو قرآن بتاؤں کسے قاری سمجھوں



نمایاں دل کے احساسات کی تصویر کرتے ہیں
دفا کا نقش لوحِ سنگ پر تحریر کرتے ہیں
امیر المومنین ہوتا ہے بس وہ ایک خوش قسمت
زچہ خانے کو جس کے مدنی تعمیر کرتے ہیں



حق کا حقیقتاً مجھے حاصل بنا دیا
محفل میں وجہِ رونقِ محفل بنا دیا
پیدا ہوئے علیٰ تو یہ بولا خدا کا گھر
تو نے مجھے طواف کے قابل بنا دیا



قائل نہ صرف میرے قلم کا گیت ہے
کہتا ہر ایک آج یہ دشمن سمیت ہے
خالق کا جو دلی تھا وہ کعبہ میں آیا
ازا ہے بیت میں یہ کوئی اہل بیت ہے



لفظ اور معنی کا چولہا دامن کا ساتھ ہے لیکن الفاظ اور مضامین کا اجتماع آب و آتش کا اجتماع ہے۔ بہت سے مضامین اتنے نازک مزاج ہوتے ہیں کہ غیر مناسب الفاظ کو برواقت بھی نہیں کر سکتے اور بہت سے الفاظ اتنے ست گام ہوتے ہیں کہ مضامین کا ساتھ نہیں دے سکتے۔ لہذا کامیاب شاعری کی سب سے بڑی شرط ہی یہ ہے کہ نظم کئے جانے والے مضمون کے لئے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب کیا جائے۔ مولانا افرعہاں زیدی مصرعہ حاضر کے ان شاعروں میں ہیں جو اپنے مضامین کے لئے مناسب ترین الفاظ کا انتخاب بھی کرتے ہیں اور اپنے مصرعوں میں لفظوں کی نشست و برخاست کو اس طرح معین کرتے ہیں کہ ان کی مراد اور ان کی قدر و قیمت قاری تک خود بخود منتقل ہونے لگتی ہے۔ ان کے دو مختلف قطعات اس کی بہترین مثال ہیں۔

رک گیا دو دلوں اوصافِ جلی کہتے ہوئے
کیوں جھجکتا ہے دلی کو تو دلی کہتے ہوئے
جب آئے مولائے کلِ حلیم کرتا ہے تو پھر
موت کیوں آتی ہے تجھ کو یا علیٰ کہتے ہوئے

نگاہ جس کی وسیع و بلند ہوتی ہے
لفظ اسی کی طلب بہرہ مند ہوتی ہے
دلِ غم میں سائی کبھی نہ حُسنِ علیٰ
کہ یہ بہت ہی نفاست پسند ہوتی ہے

اچھا شعر لکھنے کی سب سے اہم شرط یہ ہے کہ وہ کیفیت جو شعر کہلواتی ہے وہ شعر میں منتقل ہو جائے۔ مشہور شعر ہے:

ز فرق تا بہدم ہر کجا کہ ی مغمم

ز فرق تا بہدم ہر کجا کہ ی مغمم

اگرچہ یہ شعر حافظ کے اچھے اشعار میں شمار ہوتا ہے لیکن اس میں کیفیت کا مزاج اور آشکارا اہتمام نہیں ہے جبکہ تیسرا یہ شعر کیفیت کی پوری عکاسی کرتا ہے۔

سراپا ہے جس جا نظر کیجئے
وہیں مگر ساری بسر کیجئے

ذکورہ بالا معروضات کی روشنی میں جہاں مضمون لطیف اور نادر ہو الفاظ اس مضمون کی ادائیگی کے لئے پوری طرح چوکس ہوں اور قاری تک وہ کیفیت بھی منتقل ہو رہی ہو جو شاعر پر خود شعر کہتے وقت طاری تھی اس شعر کے اچھے ہونے میں کوئی کلام نہیں۔ مولانا افرعہاں زیدی کے بہتے قطعات کو مجھے مختلف اوقات میں سننے کی عزت حاصل ہوئی ہے ان میں بیشتر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ اس کی بہترین مثال ان کا یہ قطعہ ہے۔

علاجِ رنج و غم لا الہ الا اللہ
سکونِ روح و جان لا الہ الا اللہ
حسینِ ابنِ علیٰ کے کرم سے قائم ہے
بنائے اشعدان لا الہ الا اللہ

بنائے لا الہ تو بہت سے فارسی اور اردو کے شعرا نے نظم کیا ہے لیکن پورا جملہ پوری خوبصورتی کے ساتھ اس قطعہ کے علاوہ کہیں نہیں ملتا۔
یوں تو شہروں میں ہر وہ بات ہوتی ہے جو ہونی چاہئے لیکن بعض شہر اپنی بعض خصوصیات کے سبب پہچانے جاتے ہیں اور وہی خصوصیت ان کی وجہ شہرت بن جاتی ہے۔ دہلی مرحوم زبان کا شہر تھا اور لاہور جذبوں کا شہر ہے۔ مولانا افرعہاں عباس دہلی کے رہنے والے ہیں اور لاہور کے باشندے ہیں ان کی یہی جغرافیائی نسبتیں ان کی شاعری کی رمز ہیں۔ زبان اور جذبہ کے استزاج سے جتنی بھرپور شاعری مولانا کے قطعات میں ملتی ہے وہ کم نظیر ہے۔

انہی کے نور سے روشن یہ چاند تارے ہیں
 انہی کے واسطے یہ اہتمام سارے ہیں
 کتاب و صحف و عرش و سراج و لوح و قلم
 یہ سب جملہ محمدؐ کے استعارے ہیں

وہ وفا کے نبی اولین سالک ہیں
 خدائے پاک کے محبوب مع ذالک ہیں
 نہیں ہے چیز کوئی اُن کی ملک سے باہر
 ہر ایک شے کے بحکمِ خدا وہ مالک ہیں

جھلک ہے نورِ نبی کی نلک نشینوں میں
 ہے اُن کا عکس عیاں اُن کی بھی چینوں میں
 نہیں ہیں صرف ستارے ہی فیضِ یاب اُن سے
 یہ مہر و ماہ بھی ہیں اُن کے خوشہ چینوں میں

مدح جناب رسالت مآبؐ

نور رکھا، روشنی رکھا کہ حالہ رکھ دیا
تھی بلندی سے جو نسبت نامِ اعلیٰ رکھ دیا
درحقیقت مصطفیٰ کے جسم کا سایہ تھا وہ
نام جس کا اہل دنیا نے اجالا رکھ دیا

بے کار ہے سوال ہی اُن کے جواب کا
وہ ہیں مجسمہ کرم بے حساب کا
دنیاۓ ممکنات میں سب کچھ سہی سگر
ہمسر نہیں ہے کوئی رسالت ماب کا

اُنہی کے صدقہ میں چشمے کرم کے جاری ہیں
اُنہی کا فیض ہے یہ برکتیں جو ساری ہیں
وہ قدسیانِ فلک ہوں کہ جن و انس و ملک
درِ رسولِ خدا کے سبھی بھکاری ہیں

نیا کے فیض سے دنیاۓ ممکنات بنی
غم و نشاط بنے موت اور حیات بنی
اُنہی کے صدقہ میں پیدا ہوئے ہیں جن و بشر
یہ سب اُنہی کا کرم ہے جو کائنات بنی

وہی تو منظرِ ہستی کو ہیں سنوارے ہوئے
اُنہی کے رخ پہ سے صدقہ ہیں یہ اتارے ہوئے
جمالِ نورِ محمدؐ کے خوشہ چیں ہیں تمام
یہ کہکشاں ہوئی، سورج ہوا، ستارے ہوئے

جو عکسِ رخ تھا اُسے آفتاب کہتے ہیں
وہ خاکِ پا ہے جسے ماہتاب کہتے ہیں
ہے ایک قطرہ پینے کا وہ محمدؐ کے
جسے ہم اپنی زباں میں گلاب کہتے ہیں

نگاہِ اللہِ خرد میں وہ ارجند ہوا
 جو اُن کا ہو گیا حق کو وہی پسند ہوا
 محمدؐ عربی کے حضور اے افسر
 جھکا جو جتنا وہ اتنا ہی سر بلند ہوا

حق کی نظر میں اُن کی اہم لاج ہو گئی
 اور حیثیت بلند بہت آج ہو گئی
 جو لفظ صرف ہو گئے مدح حضورؐ میں
 سچ پوچھیے تو ان کو بھی معراج ہو گئی

ذات جس کی وجہ خلقِ عالم ایجاد ہو
 جس کے صدقہ میں جہان کن فلک آباد ہو
 اُس کو یہ جبریل کیا آکر پڑھائے گا سبق
 جس کے شاکردوں میں خود جبریل کا استاد ہو

کبھی امام کبھی وہ رسولؐ ہوتا ہے
 پیام حق کا اُس سے وصول ہوتا ہے
 بشر کی شکل میں آتا ہے آسمان سے وہ
 کلامِ پاک کا یوں بھی نزول ہوتا ہے

سرکار کا جہان میں ہمسر نہیں کوئی
 ہم پیارے برابرِ حیدر نہیں کوئی
 سچ تو یہ ہے کہ کارِ گہر کائنات میں
 رتبہ میں مصطفیٰ کے برابر نہیں کوئی

دل پر تیرے انوار کی بارش ہو جائے
 خالصانِ الہی کی نوازش ہو جائے
 آغوش میں لے لے تجھے خود رحمتِ حق
 حاصل جو محمدؐ کی سفارش ہو جائے

۲۹
 آپ کے عرفان ہی کا حق پسندی نام ہے
 ہوش مندی، ارجمندی، عقلمندی نام ہے
 وہ جگہ کہلائی پستی جو رہی قدموں سے دور
 اور جہاں پہنچے حضور، اس کا بلندی نام ہے

یہ بات کہنے سب اہلِ نوشت و خواند لگے
 کہ اس کے سامنے سارے چراغ ماند لگے
 بنا گئی اسے پر نور خاکِ پائے نبی
 کرم ہے اُن کا جو سورج کو چار چاند لگے

شانِ خرامِ ناز دکھاتے چلے گئے
 تابانیوں کو اُن کی بڑھاتے چلے گئے
 قدموں سے اپنے منزلِ معراج میں رسول
 تاروں کو چار چاند لگاتے چلے گئے

۲۸
 پائے مولائے جہاں حق کی قسم چوسے ہیں
 قدمِ حضرتِ سلطانِ امِ چوسے ہیں
 فخریہ کہتی ہوئی منزلِ معراج آئی
 میں نے سرکارِ دو عالم کے قدم چوسے ہیں

جس کے ساحل کا کسی رخ سے اشارہ نہ ملے
 فتم ہوتا ہوا اُس کا کہیں دھارا نہ ملے
 ذاتِ پیغمبرِ اسلام ہے وہ بحرِ علوم
 عقلِ انسان کو کہیں جس کا کنارہ نہ ملے

چشمِ ایماں کو محمدؐ یہ دکھا دیتے ہیں
 اپنے قدموں کے تصرف کا پتہ دیتے ہیں
 عرش ہی کو وہ بناتے نہیں بس فرش اپنا
 فرش پہ چل کے اسے عرش بنا دیتے ہیں

۳۰
 کب ذاتِ محمدؐ کی بلند آج ہوئی ہے
 یہ روزِ ازلِ دہر کی سرتاج ہوئی ہے
 سچ پوچھے تو چوم کر اُن کے قدمِ پاک
 خود منزلِ معراج کو معراج ہوئی ہے

ملح حضرت علیؑ

اگرچہ اُس سے تجھے بغض ہے کدورت ہے
مگر وہ دین کی سب سے اہم ضرورت ہے
ہے اُس کے رخ کی زیارت عبادتِ خالق
خبر ہے کچھ کہ علیؑ کتنا خوبصورت ہے



نہ دیکھا تو نے کہ اُس سے تجھے کدورت ہے
دگر نہ وہ تو عیاں آئینے کی صورت ہے
علیؑ کے حقِ خلافت کو ماننے کے لئے
زرا سے جذبہٴ انصاف کی ضرورت ہے



مختلف اجزا نہیں پورا شمارہ پڑھ لیا
نقطہ نقطہ سورہ سورہ پارہ پارہ پڑھ لیا
چہرہ حیدر تو کیا آیا نظر یوں جاننے
دم زدن میں آپ نے قرآن سارا پڑھ لیا



دلِ اِن کا مقابل کی طرف چھتا تھا
اور جوشِ عقیدت کا اُسے چھتا تھا
جب سامنے آتا تھا علیؑ کے قرآن
معلوم نہیں کون کسے پڑھتا تھا



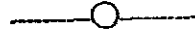
ایک تو ہے مصحفِ حق جو سراپا ہوش ہے
دوسرا انسان ہے جو مصحف سے ہم آغوش ہے
ہے کلامِ پاک اور حیدر میں بس اتنا سا فرق
ایک ہے قرآنِ ناطق دوسرا خاموش ہے



تجھے بھی پھر شعورِ جذبہٴ انصاف ہو جائے
تیرا دل بھی مثالِ آئینہ شفاف ہو جائے
علیؑ کے عشق سے چھٹتے ہیں بادل بت پرستی کے
نکل آئے جو یہ سورج تو مطلع صاف ہو جائے



اسی آئینے میں شفاف نظر آتا ہے
 رخِ حقیقت کا بہت صاف نظر آتا ہے
 خود پیپر جسے فرمائیں وہی ہے تاب
 اک بھی پلوئے انصاف نظر آتا ہے



مئے نفاق سے جو شخص مست ہوتا ہے
 بلند بھی نظر آئے تو پست ہوتا ہے
 علیؑ کے غیر کو دیکھے جو چشمِ الفت سے
 وہ حق پرست نہیں بت پرست ہوتا ہے



سر وہ نعمتِ مودۃ پہ نہیں دھن سکتا
 اور گل ہائے کمالات نہیں چین سکتا
 ہے منافق کی یہ پہچان کہ ٹھنڈے دل سے
 میرے مولا کی وہ تعریف نہیں سُن سکتا



تبلیغ کے شعبے میں سبکدوش رہا ہے
 تنہا سببِ تکلمِ ہوش رہا ہے
 پر لائے کہاں سے وہ لب و لہجہ حیدر
 قرآن بھی کچھ سوچ کے خاموش رہا ہے



دستِ حق سے مئے عرفاں کا سبو لیتا ہوں
 لذتِ مے کدوِ عالمِ حو لیتا ہوں
 جب میرے سامنے ہو نقشِ کفِ پائے علیؑ
 فرش پہ بیٹھ کے میں عرش کو چھو لیتا ہوں



فضائے گلشنِ جنت کی یہ چاہتا ہے
 اور احرامِ علیؑ کے بغیر چاہتا ہے
 علاج کر لے کچھ اس اپنی شریعتِ ہی کا
 روزِ حشر اگر اپنی خیر چاہتا ہے



سبباً ہے کسی بزم کی پیانہ کہیں کا
سرخی ہے کہیں اور کی افسانہ کہیں کا
حیدر کا محب اور ذرائے رخ اغیار
پھر بنتا بھی ہشیار ہے دیوانہ کہیں کا

با وصف کمال ہنہ دانی نہیں آتے
ذہنوں میں مفاتیح نہانی نہیں آتے
حق مدحت حیدر کا ادا ہو بھی تو کیونکر
الفاظ کے قابو میں معانی نہیں آتے

منفرد صاحبِ توقیر کے کہتے ہیں
حالی قدرتِ تحریر کے کہتے ہیں
لکھ کے محشر میں جو پروانہ جنت دے دے
اور پھر کاتبِ تقدیر کے کہتے ہیں

زباں سے نامِ علیٰ بالعموم لیتا ہوں
سکون میں سرِ بابِ علوم لیتا ہوں
خیال جب بھی مجھے مرتضیٰ کا آتا ہے
نجف کی خاک تصور میں چوم لیتا ہوں

میں رسمِ مہر و محبت کو عام کر دوں گا
تمام اہل جفا کو تمام کر دوں گا
علیٰ علیٰ کی صدائے حلال سے افسر
مقصرین کا جینا حرام کر دوں گا

جاں بلب، کیف بہ دل، فرق بکھت، جاتا ہوں
اک نئی شان سے مولّا کی طرف جاتا ہوں
لوگ سُنتا ہوں ہیمنوں میں پہنچتے ہیں وہاں
میں تو ہر سانس میں سو بار نجف جاتا ہوں

شہرِ یرب سے بھد عزت و شرف جاتا ہے
 کرپلا ہوتا ہوا سونے نجف جاتا ہے
 بند آنکھیں کئے تو اس پہ چلا جا اے دوست
 ہاں یہی راستہ جنت کی طرف جاتا ہے

انہی کے حکم سے نبضِ حیات چلتی ہے
 انہی کے گرد کرم کی برات چلتی ہے
 وہ جس کو چاہتے ہیں اذنِ خلد دیتے ہیں
 وہاں بھی میرے ہی مولا کی بات چلتی ہے

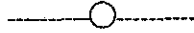
جو راز آشکار ہوا اِنما کے بعد
 سمجھا ہوں میں تصرفِ فلرِ رسا کے بعد
 اللہ اور علیؑ میں بجز اتنا سا فرق ہے
 وہ مصطفیٰؐ سے پہلے یہ مصطفیٰ کے بعد

بلند اپنا جہاں میں مقام کرنا جا
 زمیں پہ رہ کے فلک پر خرام کرنا جا
 درود پڑھ کے تصویر میں لا فضائے نجف
 پھر اُس کو جھک کے ادب سے سلام کرنا جا

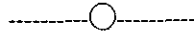
تن میں ہے جتنا زور وہ سارا لگائیے
 اور ساتھیوں کو کر کے اشارہ لگائیے
 پھر بار بار مرزِ مقصر کے سامنے
 مولا علیؑ کے نام کا نعرہ لگائیے

لے کے جو بغضِ شہنشاہِ نجف جاتا ہے
 ہو کے دنیا سے وہ محروم شرف جاتا ہے
 اُس کی منزل کے تعین میں تذبذب کیسا
 صاف ظاہر ہے جہنم کی طرف جاتا ہے

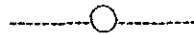
باطل اگر ہے آپ کو مرغوب جائے
 بن کر جہاں سے بندہ معتوب جائے
 مت بیٹھے سفینہ آلِ رسولؐ میں
 ہے ڈوبنے کا شوق تو پھر ڈوب جائے



جو کام آئے ہر اک منزل پہ وہ سوغات ملتی ہے
 بلا چون و چرا، شام و سحر، دن رات ملتی ہے
 درِ آلِ محمدؐ سے بصد لطف و کرم افسر
 زمانے کو شعورِ خیر کی خیرات ملتی ہے



حق کے معیار پہ جو فرد تھا پورا اِزرا
 برخلافِ روشِ ملتِ شوریٰ اِزرا
 مدحتِ پختنِ پاک میں جب تو افسر
 عرش سے لے کے ملکِ دہر کا سورہ اِزرا



مدح آلِ محمدؐ

ادا فریضہ خدمت بہ شوق و ذوق کریں
پسند دل سے اطاعت کا اُن کی طوق کریں
وہ اللہ بیتِ محمدؐ ہیں صرف اے اقر
ملائکہ جنہیں جھک کر سلام شوق کریں

انہی کے ذریعہ ہمیں ہر دہار لگتا ہے
وہ ان کا عہد ہے جو استوار لگتا ہے
پچائیں گے تجھے طہقان سے اللہ بیتِ رسول
انہی کا ہے وہ سفینہ جو پار لگتا ہے

وہ دُور کر کے سب اپنے عیوب جاتا ہے
کہ سوئے منزلِ فتحِ قلوب جاتا ہے
اُسی کی ناز تو لگتی ہے جا کے ساحل پر
یہ عشقِ آلِ محمدؐ میں ڈوب جاتا ہے

نہیں اُڑھان کی کچھ ہمت افزائی نہیں ہوتی
برائے منکر حق بزمِ آرائی نہیں ہوتی
درِ آلِ محمدؐ پر جلی حرفوں میں لکھا ہے
یہاں نپاک ذہنوں کی پذیرائی نہیں ہوتی

تکے میں بیٹھ جا کہ مدینے میں بیٹھ جا
شوقِ نجات لے کے تو سینے میں بیٹھ جا
پچتا ہے مگر تلاطمِ میدانِ حشر سے
آلِ رسولِ حق کے سفینے میں بیٹھ جا

آل کا جس کے لئے آج بہم سایہ ہے
کل اُسی کے لئے خالق کا کرم سایہ ہے
جس پہ سایہ ہے یہاں آلِ عبا کا اقر
انبیاء کا وہی فردوس میں ہمسایہ ہے

اُس شخص سے حق ناخوش و آزرہ ہے
 قانونِ خدا اُس کا ستم خورہ ہے
 کرتا نہیں جو آلِ محمدؐ سے وفا
 زندہ بھی نظر آئے تو وہ مردہ ہے

نہ صرف ذہن سے رفعِ شکوک کرتے ہیں
 عطا گدا کو شکوہِ ملوک کرتے ہیں
 ہیں اہلِ بیت وہ محسن جو دشمنوں تک سے
 خود اُن کے ظُرف سے بڑھ کر سلوک کرتے ہیں

مت جھوٹے رہبروں کا قبیلہ بنائیے
 اک مرکزِ صفاتِ تبیلہ بنائیے
 دربارِ کبریا میں رسائی کا گر ہے شوق
 آلِ نبی کو اپنا وسیلہ بنائیے

حق شناسانِ درِ خاصہِ باری نکلے
 اپنے احوال پہ کرتے ہوئے زاری نکلے
 جن کو سب لوگ سمجھتے تھے فرشتے افسر
 وہ درِ آلِ محمدؐ کے بھکاری نکلے

اُس کو روشِ حق کسی پہلو نہیں آتی
 انصاف کی ہاتھ اس کے ترازو نہیں آتی
 جو داخلِ گلزارِ مودۃ نہیں ہوتا
 اُس شخص سے ایمان کی خوشبو نہیں آتی

ثنا میں ان کی مکمل جو بیت ہو جائے
 ثارِ غلہِ مشیت سمیت ہو جائے
 بکلائیں لے ترے رخ کی جہانِ عمرِ ابد
 جو تو فدائے غمِ اہلِ بیت ہو جائے

تفہیقِ جہانِ ہمہ دانی نہیں ملتے
قرآن کے اسرارِ نہانی نہیں ملتے
جو آلِ محمدؐ سے گریباں رہیں اُن کو
الفاظ تو ملتے ہیں معانی نہیں ملتے

گروہِ اہلِ حق میں ہو کے وہ محسوب جاتا ہے
جہاں سے بن کے حق کا بندہ محبوب جاتا ہے
یہ بحرِ بے کنارِ عشقِ اہلِ بیت ہے افسر
وہی بس پار لگتا ہے جو اُس میں ڈوب جاتا ہے

آدمی کے پاس چاندی ہو نہ سونا چاہیے
اور نہ سونے کے لئے اُس کو بچھونا چاہیے
زندگی کے مرحلہ میں ساتھ ہو کچھ یا نہ ہو
ہاتھ میں دامنِ اہلِ بیت ہونا چاہیے

خدا شناس جو ہو وہ مطلعِ مآب ہے
ہر ایک گام پہ روشن چراغِ مآب ہے
ہیں اہلِ بیتِ محمدؐ ہی رہنمائے جہاں
اُنہی سے منزلِ حق کا سراغِ مآب ہے

انوار نہ ہوتے خس و خاشاک نہ ہوتے
ہوتی نہ زمیں اور یہ افلاک نہ ہوتے
ملتے نہ کہیں ششِ جہتِ عالمِ امکان
دنیا میں اگر پتھریں پاک نہ ہوتے

جو ساتھ دے حکیم وہ خزینہ نہ ملے گا
لطف و کرمِ شاہِ مدینہ نہ ملے گا
کشتی سے نہ کر آلِ محمدؐ کی کنارہ
پھر تجھ کو کوئی ایسا سفینہ نہ ملے گا

بشر کی مغفرت کا اُس میں پوشیدہ اشارہ ہے
وہ بخشش کا بہت مضبوط و مستحکم سہارہ ہے
جو اہل بیتِ احمد ہیں وہ ہیں اک ایسی کشتی جو
سینے کا سینہ ہے کنارے کا کنارہ ہے

علوم جس طرح محفوظ ہیں مدینہ میں
جو اہل بیت ہیں سارے اسی خزینہ میں
سوارِ کشتی آلِ نبی نہیں ہم ہی
جنابِ نوح بھی ہیں خود راسی سینے میں

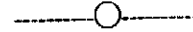
حرمِ قرنت پروردگار میں پہنچا
نبی تیرے سارے جہاں اُس دیار میں پہنچا
نصیب جس کو ہوا قربِ اہلِ بیتِ نبی
وی تو رحمتِ حق کے جوار میں پہنچا

پُر سکوں یہ موشِ گردشِ حالات کہاں
یہ تیقن کی نضائیں یہ عنایات کہاں
یوں تو اس بحرِ جہاں میں ہیں سینے لاکھوں
کشتی آلِ محمدؐ کی مگر بات کہاں

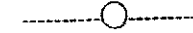
سر جھکائے در آل پر آئے
نعتِ خلدِ معبود سے پائے
اور منظور گر یہ نہیں ہے تو پھر
آپ دوزخ میں تشریف لے جائے

نعت ہو جس میں کوئی یہ وہ مانده نہیں
اس میں کوئی اصول نہیں قاعدہ نہیں
بے حسبِ اہلِ بیتِ جہاں میں تمام عمر
پڑھتے رہو نماز کوئی فائدہ نہیں

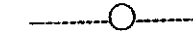
زمیں پہ عرش سے پیغام کردگار اُترا
 علوم و حکمت و دانش کا شاہکار اُترا
 کلام حق کی ہیں تجسیم چودہ معصومین
 اب آپ سوچ لیں قرآن کتنی بار اُترا



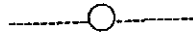
نصیب اُزل سے اسے منزلتِ جلیلہ ہے
 جدا تمام زمانہ سے یہ قبیلہ ہے
 جو دمِ زون میں ملا دے خدا سے بندہ کو
 نبی کی آل ہی وہ منفرد وسیلہ ہے



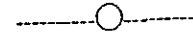
کبھی شرب تو کبھی کرب و بلا پہنچا ہوں
 اور کبھی نزدِ درِ عقدہ کُشا پہنچا ہوں
 الفتِ آل کے جادے پہ چلا ہوں جب بھی
 دمِ زون میں درِ فردوس پہ جا پہنچا ہوں



۲۲۵
 سخن بنا ہے تو اہلِ سخن کے صدقے میں
 چمن کھلا ہے بہارِ چمن کے صدقے میں
 ہے ایک یہ بھی تو سرکارِ دو جہاں کی حدیث
 کہ شش جہات بنے پنجتن کے صدقے میں



خود میں بھی صفت کوئی جلیلہ نہیں رکھتا
 اور جس کی ہو بخشش وہ قبیلہ نہیں رکھتا
 محروم رہے گا چمنِ غلدرِ بریں سے
 جو آلِ محمدؐ کا وسیلہ نہیں رکھتا



وہ بزمِ اہلِ خرد کا جلیس ہوتا ہے
 عقیدہ اس کا نہایت نفیس ہوتا ہے
 دلائلِ آل کی دولت ملے جسے وہ شخص
 غریب ہوتے ہوئے بھی رئیس ہوتا ہے



بفیضِ نچتنِ پاک و اہلِ بیتِ ملے
رضائے خالقِ ارض و سما سیتِ ملے
جو مدحِ آلِ محمدؐ میں تو کہے اشعار
ہر ایک بیت پہ جنت میں تجھ کو بیٹہ ملے

یوں حالِ صفاتِ جلیلہ نہیں کوئی
اتنا بلند بامِ قبیلہ نہیں کوئی
خالق کی معرفت کے لئے اس جہان میں
جز اہلِ بیتِ پاک وسیلہ نہیں کوئی

ہر دل کے لئے جلوہ نمائی نہیں ہوتی
ہر شے کی قسمت میں صفائی نہیں ہوتی
یہ یادگیرِ معرفتِ آلِ نبی ہے
یاں ہر کس و ٹاکس کی رسائی نہیں ہوتی

پہاں اسی میں خیر کی کل کائنات ہے
یعنی ہزار ہاتوں کی یہ ایک بات ہے
دلانا آلِ احمدؐ مختار تمام
جس راہ پر چلو وہی راہِ نجات ہے

جہیں کا اُس کی نوشتہ دکھائی دے ہے
تو جبرئیل سے رشتہ دکھائی دے ہے
جو اہلِ بیتِ محمدؐ کا خاص ہے
مجھے وہ شخص فرشتہ دکھائی دے ہے

ہوں قدم اُن کے جہاں اُس و خدا ہے
بات یہ اہلِ سلواتِ حمد ہے
عامِ خدام جو ہیں آلِ نبی کے
خدامِ خاصہ جو ہیں ان کو مہلت ہے

خم سر تسلیم پیش حکم داور کر دیا
اور خود کو ہمسرِ خورشیدِ خاور کر دیا
کیسا وہ بالغ نظر ہے جس نے اہل بیت کی
رکبِ قرآن صورتوں پر دل نچھلور کر دیا

جو تیری موت ہے وہ بھی حیات بن جائے
تو مستحقِ فلاح و نجات بن جائے
جو کر لے حفظ تو قرآنِ عشقِ آلِ نبی
گبز چکی ہے جو تیری وہ بات بن جائے

جو کیا ہے ظاہری اسلام نے، آجائے گا
ہر منافق کا گریباں تھانے آجائے گا
جس نے چمپ کر بھی کیا ہے آلِ احمد پر ستم
وہ ہرزہ حشر کھل کر سامنے آجائے گا

جو ہے عزیز وہی شے وصول کرتا ہے
عمل مطابق روحِ اصول کرتا ہے
جو عشقِ آلِ محمدؐ میں ڈوب کر ہوں ادا
خدا بس ایسی نمازیں قبول کرتا ہے

جو مرتضوی اور حسینی حسنی ہے
اس بزمِ جہاں میں وہی قسمت کا دھنی ہے
بارہ ہیں امام اُس کے تو معصوم ہیں چودہ
پھر اس پہ یہ خوبی ہے کہ وہ پہنچتی ہے

سدا مرغوب جس کو عقل کا بطلان ہوتا ہے
وہی تو دشمنِ پیغمبرِ ذی شان ہوتا ہے
کبھی آلِ محمدؐ سے محبت کر نہیں سکتا
کہ وہ منجملہ ذریتِ شیطان ہوتا ہے

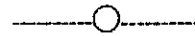
مہجِ امامت و حسینؑ

۲۵۰
 جو حقیقت پر ہے وہ کہانی چاہیے
 ختم جو ہرگز نہ ہے وہ زندگانی چاہیے
 عمر اپنی عشقِ الہی بیت میں کیے بر
 آپ کو گر زندگی جاودانی چاہیے

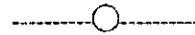
۲۵۰
 جو حقیقت پر ہے وہ نبی وہ کہانی چاہیے
 ختم جو پرگز نہ ہے وہ زندگانی چاہیے
 عمر اپنی عشقِ الہی بیت میں کیجے ہر
 آپ کو گر زندگی چلوانی چاہیے

مدحِ امامت و حسینؑ

وہ جس کا درِ علم پہ ڈیرا نہیں ہوتا
دور اُس کے مقدر کا اندھیرا نہیں ہوتا
جس پر نہ پڑیں بہرِ امامت کی شعاعیں
اُس ذہن کی قسمت میں سویرا نہیں ہوتا



گردش میں مئےِ عشق کے چمانے رہیں گے
لب پر طلبِ حسن کے افسانے رہیں گے
ہو لاکھ کوئی شیعِ امامت کا مخالف
پردانے تو پردانے ہیں پردانے رہیں گے



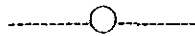
خدا کا شکر میرے لب پہ اقرارِ امامت ہے
اس اقرارِ امامت سے مرا ایماں سلامت ہے
سبکِ اس کو سمجھتے ہیں بہت افراد، حالانکہ
یہ انساں کے صحیح الفکر ہونے کی علامت ہے



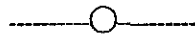
ہر ایک مرکزِ ادراک و استفادہ ہے
جمالِ ذوق کا چکر ہے نورِ زادہ ہے
حسنِ حسینؑ ہی جیسے ہیں اس میں سارے امام
حسینؑ کتنا امامت کا خانوادہ ہے



بہد یقین و بلا شک و ریب جانتا ہے
ہر ایک چیز کا وہ حُسن و عیب جانتا ہے
امام کھولے نہ کیوں کائنات کے اسرار
خدا کے فضل سے وہ علمِ غیب جانتا ہے



ممنون ہیں فروغ بھی اُس کے اصول بھی
روحیں بھی فیضِ یاب ہوئی ہیں عقول بھی
میرا ہر ایک امام زمانے میں علم کا
گزار بھی ہے، شاخ بھی، خوشبو بھی، پھول بھی



جسیم ناری جو ہے اک طرح سے نوری ہو جائے
اور پھر خوبی انجامِ ضروری ہو جائے
تو اگر غلہ کے شہزادوں کا بن جائے غلام
مغفرت کی جو تمنا ہے وہ پوری ہو جائے

فرزندِ منقرہ ہیں علیؑ و بتولؑ کے
ہیں پاسباں نظامِ فروع و اصول کے
اک کروگارِ اسن ہے اک دائرِ جہاد
معجز نما ہیں دونوں نواسے رسولؐ کے

پسند دشتِ جہالت کی دھول فرمائیں
جنابِ شوق سے خونِ اصول فرمائیں
نہیں ہے عشق جو جنت کے شاہ زادوں سے
تو پھر عذابِ جہنم قبول فرمائیں

ان جیسی نہیں ہے کسی انسان کی صورت
بے مثل ہیں یہ سورہِ رحمن کی صورت
زہراً کے کسی چاند کا کر لیجئے دیدار
دیکھی نہ ہو گر آپ نے قرآن کی صورت

جو بھی تھے ازروئے دنیا پیارے پیارے واسطے
ان کی خاطر رد کئے ہم نے وہ سارے واسطے
صدقِ دل سے کی اِرم کے شاہ زادوں سے وفا
ہم ہیں جنت کے لئے جنت ہمارے واسطے

ناز بردارِ امین نظر آتے ہیں
عبدِ شہزادیِ کونین نظر آتے ہیں
لوگ کہتے ہیں کہ یہ سب ہیں فرشتے افسر
مجھ کو تو غلامِ حسین نظر آتے ہیں

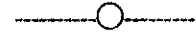
مدحِ اَبامِ حَسَنِ

ہیں ان کے دونوں پسروں جہاں کی زینت و زین
 ہمارے علم کے پیکر ہیں مثلِ شاہِ حسین
 کتابِ عرش سے زہرا کی گود میں اُتری
 کبھی بصورتِ شہزادہ کبھی بشکلِ حسینؑ

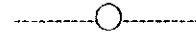
چونکہ تھی پیشِ نظر جن کی حمایت اُتری
 اور دکھلاتی ہوئی راہِ ہدایت اتری
 ہیں وہ بس احمدؑ و زہراؑ و علیؑ و حسینؑ
 جن کی تعریف میں تطہیر کی آیت اتری

تمیز کر کے خوبی و زشتی میں بیٹھ جا
 پہلوئے رہروانِ بہشتی میں بیٹھ جا
 ایسا نہ ہو کہ گھیر لے طوفانِ کوئی تجھے
 جلدی سے اہلِ بیت کی رکشتی میں بیٹھ جا

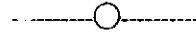
آئندہ ہے بہت جو امامت حسنؑ کی ہے
 دین خدا پہ خاص عنایت حسنؑ کی ہے
 تمہید کر بلا کی کریں گے یہ استوار
 پہلے حسینؑ سے بھی ضرورت حسنؑ کی ہے



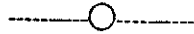
جلی کچھ اور محمدؐ کا نور فرمایا
 خدا نے سارے اندھیرے کو دور فرمایا
 تھیں جتنی ظلمتیں کافور ہو گئیں فوراً
 حسنؑ کے نور نے جس دم ظہور فرمایا



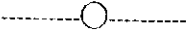
بن کے دنیا میں نمائندہ ایزاد آیا
 خود آب و جد نے کہا فخر آب و جد آیا
 اُس کو خالق سے ملی صورت زیبائے حسنؑ
 شکل انسان میں جب خلق محمدؐ آیا



گرچہ اندازِ حیات اُس کا بہت سلاہ ہے
 صورت ایسی ہے کہ اللہ بھی دل دادہ ہے
 آپ کو فاطمہ زہراؑ یہ مبارک ہو کہ آج
 آپ کی گود میں کونین کا شہزادہ ہے



ہموار راستہ جو کیا انقلاب کا
 باعث بنی تحفظِ اُمّ الکتاب کا
 تاریخ جس کو دیتی ہے صلح حسنؑ کا نام
 رجاچہ ہے وہ کرب و بلا کی کتاب کا



حق کے چراغ کا تری آنکھوں میں نور ہو
 تحقیق کے تقاضوں پہ حاصل عبور ہو
 یہ سب صفات ہوں تو تجھے جا کے پھر کہیں
 شخصیتِ حسنؑ کا مکمل شعور ہو



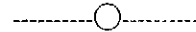
دشمنِ جاں سے بھی یہ صلح پہ آمادہ ہے
 پیکرِ ضبط ہے اور صبر کا دلدارہ ہے
 منفرد کیوں نہ ہو شانِ حسنِ سبزِ قبا
 یہ امام ایسا ہے جو امن کا شہزادہ ہے

ملحِ امامِ حسینؑ

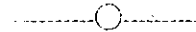
ہمدرد اُس کا کوئی فرشتہ نہیں رہا
بخشش کا اُس کے حق میں نوشتہ نہیں رہا
مروط ہو کے رہ گیا وہ اہلِ نار سے
جس کا غم حسینؑ سے رشتہ نہیں رہا



وہ بے جواز نہیں با جواز پڑھتی ہے
بہ اتباعِ رسولِ حجاز پڑھتی ہے
وضو جو کرتی ہے اشکِ عزا سے اے افسر
وہ آنکھ ہی تو وفا کی نماز پڑھتی ہے



زورِ جَلاد کا کچھ بھی نہ چلا کٹ دیا
سرِ دشمن کو، سرِ دشتِ بلا کٹ دیا
صبرِ شبیر نے وہی ظلم کو اندا کے شکست
یعنی مقتول نے قاتل کا گلا کٹ دیا۔



وردِ زباں ہے صلِّ علیٰ جا رہا ہوں میں
سوئے دیارِ کرب و بلا جا رہا ہوں میں
کیفیتِ سفر سے مسلسل ہے واسطہ
بیٹھا ہوا ہوں پھر بھی چلا جا رہا ہوں میں



جو پڑ چکے ہیں جگر میں وہ داغِ روشن کر
لگا لے نور سے لو اور داغِ روشن کر
اگر لہ کے اندھیرے کا خوف ہے تجھ کو
غمِ حسینؑ کا دل میں چراغِ روشن کر



جب تا بہ زباں نامِ حسینؑ آتا ہے
ہمراہ لے شیون و شین آتا ہے
میں تذکرہ شاہِ شہیداں سن کر
بے چین ہو ہوتا ہوں تو چین آتا ہے



نگلِ حق میں ترا مرتبہ اعلیٰ ہو جائے
اور حوالے ترے جنت کا قبلا ہو جائے
ہو اگر خاکِ شفا پر ترا کامل ایمان
تیری بیماری کا دم بھر میں ازالہ ہو جائے

معلوم بھی ہے تجھ کو کہ کیا چاہتا ہے تو
یٰٰذکرِ شرابِ بقا چاہتا ہے تو
دل میں بسالے مالکِ خاکِ شفا کا درد
گر واقعی مرض سے شفا چاہتا ہے تو

اُس کی نظروں میں بُری بزمِ عزا ہوتی ہے
یہ وہ خدمت ہے جو محرومِ جزا ہوتی ہے
وہی بن جاتا ہے شہادہِ جنت کا عدو
جس کی قسمت میں جہنم کی سزا ہوتی ہے

وہی فدائے فروع و اصول ہوتا ہے
اُسے مقامِ شہادت قبول ہوتا ہے
اُسی کو سچی مسرت ملی ہے دنیا میں
غمِ حسینؑ میں جو دل لول ہوتا ہے

چین سے لحد کہاں کوئی بھلا کنتا ہے
ہو کے منصورِ بیابانِ با کنتا ہے
ہے بہت پیرویِ شاہِ شہیداں مشکل
اس میں ہر گام پہ خنجر سے گلا کنتا ہے

بصدِ خلوص و بصدِ امتیاز اٹھاتے تھے
بہ پشتِ خویش میانِ نماز اٹھاتے تھے
مٹا کے خود کو بچایا خدا کا اُس نے دین
جسبی تو نانا نواسے کے ناز اٹھاتے تھے

ایماندار ایسا کہ ایمان نواز ہے
خود حق ہے اور حق کے لئے کار ساز ہے
اُس کو فقط نمازی سمجھنا نہیں درست
شیرِ پاک باز مجسم نماز ہے

لے کے جو بغضِ شہِ کرب و بلا جاتا ہے
اک بڑے رخ کو سمجھ کر وہ بھلا جاتا ہے
کج روی چونکہ دکھاتا ہے سرِ راہِ حیات
اس لئے سیدھا جہنم میں چلا جاتا ہے

دھتتا" خالی میں آنکھوں کے سبب کرتا ہوں
پیشِ خونائےِ رگہائے گلو کرتا ہوں
بعد میں پڑھتا ہوں میں مدحتِ حیدر کی نماز
پہلے اشکِ غمِ سرور سے وضو کرتا

کر کے نظر انداز بُرا اور بھلا جا
خواہش جو نہیں دل میں تو مت کرب و بلا جا
تو شوق سے اغیار کی بستی میں قدم رکھ
جانا ہے اگر تجھ کو جہنم میں چلا جا

یہ جو بہارِ گلشنِ دینِ رسولؐ ہے
اور آب و رنگِ باغِ فروع و اصول ہے
انصاف کی نگاہ سے دیکھے اگر کوئی
یہ سب حسینِ پاک کے قدموں کی دھول ہے

یہ جو اہلبیت کے چہرہ پہ نور ہے
اور معرفت کی بزم میں کیف و سرور ہے
قرآنِ پاک و سیدِ لولاک کی قسم
یہ کریلا کے نور کا سارا ظہور ہے

ہیں بات پر نہ صرف میرا اعتقاد ہے
بلکہ یہ قول واضح رب العباد ہے
اسلام جس کو بتا ہے بلغِ بہشت وہ
شیر کی خریدی ہوئی جائیداد ہے

جو بطنِ معانی تھا وہ پیدا نہیں ہوتا
اور طالبِ حق اُس پہ یوں شیدا نہیں ہوتا
ہوتی نہ اگر کرب و بلا بزمِ جہاں میں
قرآنی کا مفہوم ہویدا نہیں ہوتا

مجلس میں جس کو دولتِ شغلِ بکا ملی
بیارِ کریم سے اُسی کو دوا ملی
جو حایِ یزید بنا ہو گیا ہلاک
اُس کو شفا ملی جسے خاکِ شفا ملی

پا کر تجھے علوم کی سرماج ہو گئی
حاصل اب اُس کے شعبے کو معراج ہو گئی
محتاج تو نہیں رہا تاریخ کا حسین
تاریخ تیرے ذکر کی محتاج ہو گئی

رخ ترا صورتِ خورشید دکھتا ہے حسین
بزمِ کونین میں تو واحد دیکھتا ہے حسین
اس قدر وجہِ تخریب ہے ترا عزمِ مصمم
جو نبی ہے تجھے حیرت سے وہ نکلتا ہے حسین

پوشیدہ تباہوں میں سویرا نہ رہے گا
اطراف میں تاریکی کا ڈیرا نہ رہے گا
مظلوم سے نکرتے ہی مٹ جائے گی شاہی
نکلے گا جو سورج، تو اندھیرا نہ رہے گا

خلوصِ عشق کا اظہار بر ملا کر دے
 سپردِ خنجر و تیغ و تیر گلا کر دے
 حسینیت کا یہی ہے مطالبہ تجھ سے
 جہاں دمشق ملے اس کو کر بلا کر دے

۲۵۱
 ملتا کہیں سکون نہ جس کی سپاہ کو
 پامال کرتا کفر شریعت کی راہ کو
 خونِ حسین پاک اک ایسا حصار ہے
 جس نے پناہ دی ہے رسالت پناہ کو

منتخب میں نے کیا حق کا شامسا ساقی
 ہے میرا مالکِ کوثر کا نواسہ ساقی
 کر گیا دین کو سیراب لہو سے اپنے
 کس قدر فیض رساں ہے مرا پیاسا ساقی

حیران کس لئے نہ ہو عرشِ بریں کا چاند
 ہے آسماں کے چاند سے بہتر زمیں کا چاند
 ثوب کی سرزمین پر شکلِ حسین میں
 آیا ہے تیسری کو نظر چودھویں کا چاند

آئے اس شان سے سر اپنا کٹانے والے
 رہ گئے ششدر و حیران زمانے والے
 کر بلا سے یہی آتی ہے مسلسل آواز
 اس طرح دیں کو بچاتے ہیں بچانے والے

ہزار کرتی اثر پھر بھی بے اثر رہتی
 بہ اعتبارِ معانی وہ مختصر رہتی
 نہ دیکھ لیتی جو کردارِ حضرتِ عباسؑ
 محبتِ اپنی حقیقت سے بے خبر رہتی



آنکھوں سے گلی اشکوں کے ساون کی جھڑی ہے
 اور جوڑے ہوئے ہاتھ بقا ساتھ کھڑی ہے
 لاج اس کی رکھی حضرتِ عباسؑ نے جس جا
 مدت سے محبت وہاں سجدہ میں پڑی ہے



کل تھے قرارِ قلبِ امامت بنے ہوئے
 جانِ ازان و روحِ اقامت بنے ہوئے
 اور آج لوحِ عصر پہ عباسؑ تدار
 تابندہ ہیں وفا کی علامت بنے ہوئے

مدح جناب عباسؑ

دیکھ آئے کوئی ساری کھلائی نہیں مہ
 فرد ایسا پئے جلوہ نمائی نہیں مہ
 اس کے لئے درکار ہے شبیر کی تقدیر
 ہر فرد کو عباسؑ سا بھائی نہیں مہ

با صد سلیقہ ہمہ دانی عطا کیے
 موضوعِ نطق و شعلہ بیانی عطا کئے
 آفاقِ مختصر ہیں محبت کے سامنے
 غازی نے وہ وسیع معانی عطا کئے

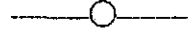
علیؑ کو فخرِ نوحؑ و آدمؑ و الیاسؑ کہتے ہیں
 حسنؑ کو تاجدارِ امن سب حساس کہتے ہیں
 حسینؑ ابنِ علیؑ ہے نامِ معراجِ شہادت کا
 کمالِ ارتقائے عشق کو عباسؑ کہتے ہیں

گرچہ اُس کا حسنِ جانِ عالمِ احساس ہے
 اور بڑی خوش رنگ شے یہ آسماں کے پاس ہے
 پھر بھی اس قوسِ قزح کے ہم نہیں ہیں معترف
 اس سے بڑھ کر پُرکشش تو جذبہِ عباسؑ ہے

بصد انداز و اوج و سرفرازی زبِ دہتا ہے
 برائے اہتمامِ چارہ سازی زبِ دہتا ہے
 کسی بھی نام کے ہمراہ وہ اچھا نہیں لگتا
 فقط عباسؑ ہی کو لفظِ غازی زبِ دہتا ہے

بیانِ شوق کی تفسیر ہو نہیں سکتی
 حدیثِ عشق کی تحریر ہو نہیں سکتی
 خلوصِ حضرتِ عباسؑ کی زمانے میں
 کسی بھی لفظ سے تعبیر ہو نہیں سکتی

صدقِ دل سے سیدِ حُسنِ دوائی دی ہے
 لکھ کے اک طرح کی تحریرِ غلامی دی ہے
 عظیمِ حضرتِ عباسؑ کو روزِ عاشور
 با ادب ہو کے فرشتوں نے سلامی دی ہے



مدحِ امامِ زینِ العابدینؑ

W

درس وحدانیتِ ذاتِ خدا دیتا ہے
دولتِ معرفتِ ملکِ جفا دیتا ہے
ایسا معصوم ہے یہ شام کے زنداں کا امیر
جو جفا سہ کے بھی تعلیمِ وفا دیتا ہے

ہمارے غلہ میں کرتے ہوئے شمول رکھلے
مہک انھی وہاں خوشبو گلِ اصول رکھلے
تھے خارِ ظلم کے، عابد کی رہ گزر میں جہاں
ہر اُس مقام پہ حقانیت کے پھول رکھلے

جس کا دل آلِ شہنشاہِ عرب پر آیا
بس وہی چلتا ہوا راہِ ادب پر آیا
روح کو ہو گئی معراجِ عبادت حاصل
نامِ سجادِ حزین جیسے ہی لب پر آیا

تلی نبی کی جس کو محبت نہیں ملی
اُس کو خدا شناسی کی نعمت نہیں ملی
پیار کرنا سے جو مخلص نہ ہو سکا
اُس ذہن کو جہان میں صحت نہیں ملی

ان میں خصوصیات بہت الاکام ہیں
یہ ہیں بلند مرتبہ عالی مقام ہیں
سجاد اک تو آلِ نبی دوسرے وصی
پھر تیسرے ولی بھی ہیں، چوتھے امام ہیں

یہ فقط شغلِ عبادت ہی کا دلدادہ ہے
ہر گھڑی سجدہ معبود پہ آمادہ ہے
صرف سجاد ہے معصوم اک ایسا جس کی
ماں بھی شہزادی ہے اور باپ بھی شہزادہ ہے

باعتبار امامت بنی
 و جبر تابندگی رسالت بنی
 صرف سجاد کی ہے وہ ایک شخصیت
 جو عبادت گزاروں کی زینت بنی

سر تا بقدم حق کی خلافت نظر آئی
 تہذیب و تمدن کی لطافت نظر آئی
 سجاد میں دیکھا کرے کچھ بھی نگہِ ظلم
 حق کو تو شرافت ہی شرافت نظر آئی

ذرہ ذرہ کو وہاں مہر بداماں پایا
 موجِ نورِ دل افروز کو جولان پایا
 گزرے ہیں عابدِ بیمار جہاں سے بھی وہاں
 صحتِ فکر کے سورج کو درخشاں پایا

کر کے دیوارِ تشدد کو جو وہ شقِ آئی
 دلربائی کی ادا سوئے رخِ حقِ آئی
 دیکھی جب عابدِ بیمار کی فکری صحت
 حق کے مرحمائے ہوئے چہرہ پہ رونق آئی

قبضہ میں اُس کے دہر کی کُل کار گاہ ہے
 شہزادہِ رسول ہے شاہوں کا شاہ ہے
 زندانِ شام میں نظر آتا ہے جو امیر
 اقلیمِ حریت کا وہی سربراہ ہے

مضبوط قصرِ صدق کی بنیاد کر گئے
 برباد جو تھا حق اسے آباد کر گئے
 کرب و بلا میں سیدِ سجادِ ناتواں
 خود قید ہو کے دین کو آزاد کر گئے

چل کے وہ محفل انوار میں آجاتے ہیں
خطِ رفعتِ کردار میں آجاتے ہیں
جن کو درکار ہو انکار کی صحت افسر
سایہِ عابدِ بیمار میں آجاتے ہیں

رخِ حکمت کو جلا، روح کو قوت بخشی
صدق کی ڈوبی ہوئی نبض کو طاقت بخشی
یہی کہتا ہے ہر اک مردِ حکیم و دانا
دین کو عابدِ بیمار نے صحت بخشی

بڑھ کر ہر اک قدم پہ نیا دار کر گئی
باطل کے چارہ ساز کو لاچار کر گئی
اک ناتواں مریض کے قدموں کی تھی وہ چاپ
قصرِ یزیدت کو جو مسمار کر گئی

تغیرِ سرفروشی کا ایوان- کر گئے
عالم میں عام دولتِ عرفان کر گئے
زندگِ شام کے جو تھے قیدی وہ بر ملا
حریتِ ضمیر کا اعلان کر گئے

بہرِ اربابِ نظر ذوقِ نظر لائے ہیں
مشعلِ دین کے لئے خونِ جگر لائے ہیں
جس سے ہو جائے گی سب شام کی ظلمت کا نور
ساتھ اپنے نبی زادے وہ سحر لائے ہیں

جہاں میں نائبِ سلطانِ مشرقین بنے
امیرِ لشکرِ شاہشیرِ حسین بنے
حسین جب نہ رہے رزمِ گاہِ ہستی میں
جنابِ نیو سجاد خود حسین بنے

آزادی حیات کا عنوان بنا دیا
 سرچشمہ شریعت و عرفان بنا دیا
 اک باتواں امیر نے زندانِ شام کو
 تدریسِ حریت کا داستان بنا دیا

وہ عمل میں نہ شاہنشاہِ حنین بنے
 نہ مصطفیٰ نہ حسنؑ اور نہ خود حسینؑ بنے
 سوائے سیدِ سجاد اور کوئی نہیں
 جو عابدینِ زمانہ کی زیب و زین بنے

بھلا کبھی کوئی تویر گوشہ گیر ہوئی
 نخلِ جہان میں بیداریِ ضمیر ہوئی
 کرے گا قید کوئی کیا لامِ دوراں کو
 کبھی سنا ہے کوئی روشنیِ امیر ہوئی

عالم جو ہو وہ پیرِ جاہل نہیں ہوتا
 ظلمت میں اجالا کبھی شامل نہیں ہوتا
 عابد کی جو ہے قید وہ اک کارِ عبث ہے
 سورج کبھی پابندِ سلاسل نہیں ہوتا

جو ان کا مخالف تھا وہی صید ہوا ہے
 اور حق کو مٹانے سے وہ ناپید ہوا ہے
 جاہل ہے سمجھتا ہے جو سجاد کو قیدی
 آزادی کا سورج بھی کبھی قید ہوا ہے

کونین میں بے مثل ہیں ساجد عابد
 اور صبر کے میدان کے مجاہد عابد
 بولی جو زمیں کس کو کہوں زینِ العباد
 گرووں سے صدا آئی کہ عابد عابد

خود دینے شریعت کو سہارہ آئے
دکھلانے معارف کا نظارہ آئے
اکبر نہیں عالم میں یہ بہر اصلاح
پیغمبر اسلام دوبارہ آئے

ایمان سراپا ہیں تجسیم عدالت ہیں
پیکر ہیں جمل کے تصویرِ جلالت ہیں
شیر کے ہاتھوں پہ اکبر نہیں یہ افسر
آغوشِ امامت میں سرکارِ رسالت ہیں

حد نہیں جس کی بلندی کی وہ امیر ہوتے
صورتِ راہبرِ مالکِ قبر ہوتے
کیا بتاؤں علی اکبر کے محاسن افسر
ہوتا ہمراہ صحیفہ تو پیغمبر ہوتے

مدح جنابِ علی اکبرؑ

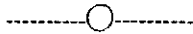
قابلِ رشکِ بصیرتِ خود بصارت ہو گئی
 دفعتاً "تحریرِ ذہن معنی عبارت ہو گئی
 حضرتِ شبیرِ خود حیران ہیں اس بات پر
 دیکھا تھا بیٹے کو تاتا کی زیارت ہو گئی

مدحِ امامِ عصر

حسین روئے شگفتہ ہے پھول کی صورت
 جیں کشادہ ہے بابِ قبول کی صورت
 وہ آ کے چہرہ اکبر کو دیکھ لے افسر
 نہ جس نے دیکھی ہو اب تک رسول کی صورت

دونوں ہی گلستانِ ولایت کے پھول ہیں
 سر تا بہ پا نظامِ فردغ و اصول ہیں
 صورت پہ انحصار اگر فیصلہ کا ہو
 عباس ہیں امام تو اکبر رسول ہیں

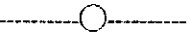
جہیں جھکانے کی عادت ہر آن پڑ جائے
 اور اُن کے ماتھے پہ واضح نشان پڑ جائے
 جو شخص جان ہے محفل کی گر وہ آئے نظر
 تو دو جہان کی محفل میں جان پڑ جائے



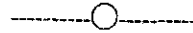
جھلک حقیقتِ کبرٹی کی اِس میں پوری ہے
 اور اِس پہ دال حدیثِ رسولِ نوری ہے
 نبی پاک و وجودِ خدا کے بعد ہدم
 امامِ عصر کی بھی معرفتِ ضروری ہے



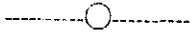
کسی گوشہ میں کوئی شخصیتِ چیدہ ہے
 اور پنہاں کہیں نورِ دلِ نم دیدہ ہے
 جانِ محفل ہے کوئی کہتا ہے محفل کا وجود
 پردہ شاہد ہے کہ اِس میں کوئی پوشیدہ ہے



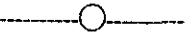
سور کے مثلِ عروسِ آج خود حیاتِ آئی
 خوش سے کرتی ہوئی رقصِ کائناتِ آئی
 جلو میں اپنے لئے دو جہاں کا شہزادہ
 سحر کا نور لٹاٹی شبِ براتِ آئی



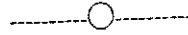
نصیب ہو اُسے کس طرح زندگی کی خیر
 ہو کیوں جہاں میں بھلا ایسے آدمی کی خیر
 امامِ عصر سے جس کا نہیں ہے ربطِ کوئی
 ہے ٹھیک گر وہ منائے گھڑی گھڑی کی خیر



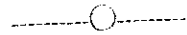
یاد جس فرد کو باطل کا فسانہ ہو گا
 بس وہی منکرِ مولائے زمانہ ہو گا
 دو جہاں میں کہیں ملنے کا نہیں اس کو قرار
 ہاں اگر ہو گا تو دوزخ میں ٹھکانہ ہو گا



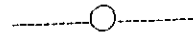
زندگی میری تقاضا سے عبارت ہو جائے
اپنے مقصد سے ہم آغوش بصارت ہو جائے
اے امامِ دو جہاں مرنے سے پہلے مجھ کو
کاش تیرے رُخِ انور کی زیارت ہو جائے



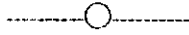
کمالِ عشق کا ہم کو مائل دکھلائیں
ہے بس پہ ماضی بھی شیدا وہ حال دکھلائیں
ہمارے حُسنِ نظر میں نہیں ہے کوئی کمی
ہمیں بھی کاش وہ اپنا جمال دکھلائیں



مے بقا کے مسلسل وہ جام پیتے ہیں
اور اپنے دامنِ خواہش کے چاک پیتے ہیں
پڑھیں نماز کبھی اقتدا میں مہدیٰ کی
جنابِ عیسیٰ اسی آرزو میں جیتے ہیں



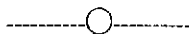
پھر مجھے چاہے کسی وقت تقاضا آ جائے
حشر ہو جائے بیجا روزِ جزا آ جائے
جانشینِ شہِ ابرار امامِ دو جہاں
آپ آ جائیں تو جینے کا مزہ آ جائے



وہ اختیار بغاوت کا ڈھنگ کرتا ہے
کہ حق کے شیشے پہ بارانِ سنگ کرتا ہے
امامِ عصر سے جو شخص اختلاف کرے
خدا اور اس کے نبی سے وہ جگ کرتا ہے



بطرزِ حضرتِ شاہِ تجاز پڑھ لیتے
بصدِ نیاز ، بہ قلبِ گداز پڑھ لیتے
وضو کئے ہوئے عیسیٰ کو اک زمانہ ہوا
وہ کاش مہدیٰ کے پیچھے نماز پڑھ لیتے



بارگاہِ ناسبِ آخر میں سر خم کیجئے
 پیرویِ حکم سرکارِ دو عالم کیجئے
 آپ ہیں بیٹھے ہوئے کس فکر میں اربابِ بزم
 مہدیؑی دوراں کا اٹھ کر خیر مقدم کیجئے

اپنے سے خواروں سے ہونے کو ملاتی آیا
 اور پلاتا ہوا سب کو مئے باقی آیا
 دونوں عالم پہ کئے سلیقہ داناںِ کرم
 میرا والی میرا آقا میرا ساتی آیا

لئے ہمراہ کوئی حُسنِ دوام آتا ہے
 جو میرا جذبہٴ صائق تھا وہ کلام آتا ہے
 پڑھنی ہے اس کے ہی پیچھے بن مریم کو نماز
 جس کا ماسوم نبی ہے وہ امام آتا ہے

جاں نذا کرنے کو تیار نظر آتے ہیں
 رشکِ یوسف کے خریدار نظر آتے ہیں
 جن کو کہتے ہیں سب افرادِ سچائے زماں
 الفتِ مہدیؑ کے پیار نظر آتے ہیں

پیشوائی کے لئے رحمتِ باری آئی
 مدحِ کونین پئے سجدہ گزاری آئی
 جیتے جی کاش میرے کان میں آئے یہ صدا
 قائمِ آلِ محمدؐ کی سواری آئی

جہانِ محوِ سجود و رکوع ہوتا ہے
 شعورِ حق کا زمانہ شروع ہوتا ہے
 طویلِ عرصہٴ فرقت کی رات ختم ہوئی
 رخِ امام کا سورج طلوع ہوتا ہے

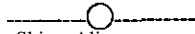
ہمیشہ کذب کی تقدیر میں رسوائی ہوتی ہے
 صداقت کی جہاں میں اٹھن آرائی ہوتی ہے
 ہزار اس کو بڑھاؤ کذب پھر بھی کذب نکلے گا
 گمناؤ لاکھ اُسے سچائی پھر سچائی ہوتی ہے



اُس کی جانب ایک بھی محبوب شے مت بھیجئے
 ہاں بڑی چیزیں بہر عنوان و حالت بھیجئے
 اہل بیتِ پاک پر تو بھیجئے ہمیں درود
 اور ان کے غیر پر جی بھر کے لعنت بھیجئے



جب تلامذہ میں مودہ کا سفینہ آگیا
 اور بھی اس کو سنبھلنے کا قرینہ آگیا
 جب نتیجہ کفر کے آؤں کا یہ آیا نظر
 ہر منافق کو فحالت سے پسینہ آگیا



متفرقت

۲۰۸
وہ صدف کی تائید سے عاری نہیں ہوتا
جھوٹ اس کی زہلی پر کبھی جاری نہیں ہوتا
کس طرح تجھے مان لوں میں صاحبِ ایماں
مومن تو اندھیروں کا پُجاری نہیں ہوتا

۲۰۹
عقیدت کے سفر کا ایک نیا آغاز کرتا ہے
اور اپنی خوبیِ تقدیر پہ وہ ناز کرتا ہے
چلیں جب تیر فتوح کے تو جو ہے عزم کا طائر
وہ پہلے سے نواہِ اُوج پر پرواز کرتا ہے

قلتِ عزم کو ہیں دور بھگانے والے
اور سوئے ہوئے جذبہ کو جگانے والے
ایک نئے جوشِ مودۃ کا بنے ہیں باعث
ہم پہ یہ کفر کا الزام لگانے والے

خود تنفر کا عطا مجھ کو اجازہ کر دیا
اور تابندہ رخِ ایماں کا غازہ کر دیا
کفر کا فتویٰ لگا کر مجھ پہ اہلِ جُور نے
جوشِ ایمانی کو میرے اور تازہ کر دیا

جہل کی جانب ہوائے گرم آئی چاہئے
فہم حق کی رو بگامِ نرم آئی چاہیے
مسندِ صلح کو کاذب کے حوالہ کر دیا
اپنی اس حرکت پہ تم کو شرم آئی چاہئے

منکر مرتبہ حیدرِ کَرّار بھی ہے
لئے سینے میں غمِ الفتِ فرار بھی ہے
مالکِ غلڈ سے رکھتا ہے عداوت دل میں
اور پھر اُس پہ تو جنت کا طلب گار بھی ہے

زندہ کو باتوں باتوں میں لاشہ بنا دیا
 ماشہ کو تولہ تولے کو ماشہ بنا دیا
 ہر کام پہ بدل دیا اپنا اصول خود
 مذہب کو مسخروں نے تماشہ بنا دیا

ہرم البیّات میں مستی نہ کیجئے
 عزت کی حضراتی بھی سستی نہ کیجئے
 دنیا کے کاروبار میں جائز ہو مگر تو ہو
 مذہب میں تو مفاد پرستی نہ کیجئے

خالی مئے خلوص کا پیمانہ کیجئے
 مگر کچھ نہیں تو جراتِ زندانہ کیجئے
 داؤدِ سخن نہ دیجئے فرار کو جناب
 کچھ تو خیالِ ہمتِ مردانہ کیجئے

اپنی آنا کی راتنی رعایت نہ کیجئے
 بے جان فیصلوں کی حمایت نہ کیجئے
 اپنا اہم آپ بنا بیٹھے ہیں جناب
 مذہب پہ اس قدر بھی رعایت نہ کیجئے

منفرد نعمتِ لطفِ اُمدی ملتی ہے
 گویا لمحے کے عوض اُس کو صدی ملتی ہے
 پیش کرتا ہے جو حق کے لئے نذرانہ جاں
 اسی انسان کو حیاتِ اُبدی ملتی ہے

ظاہرِ حق و صداقت کے موافق ہو گا
 باطنی طور پہ اصنام کا عاشق ہو گا
 کلمہ پڑھ کے رسولِ عربی کا افسر
 کہے مومن کو جو کافر وہ منافق ہو گا

اگرچہ ظاہراً کچھ خوش مذاق ہوتا ہے
 فریب کاری میں لیکن وہ طاق ہوتا ہے
 بدلتا رہتا ہے ہر گام پہ خود اپنے اصول
 وہ جس کی فکر میں شامل نفاق ہوتا ہے

کرسے جو ظلم وہ شہای تجھے مبارک ہو
 شبیبِ پست نکای تجھے مبارک ہو
 علیٰ کے عشق کی راہِ ثواب سے ہے گریز
 تو پھر عذابِ الہی تجھے مبارک ہو

غرض کو کبھی راہ نمائی نہیں کہتے
 لب بستی کو نذر سرائی نہیں کہتے
 محتاج کو زردار سمجھنا ہے حماقت
 سائل کو کبھی حاتمِ طائی نہیں کہتے

نقص جس میں ہوں ارضی وہ آفتاب نہیں ہوتا
 کبھی تفویض اُس کو کارِ رزاقی نہیں ہوتا
 ہو جس کے ہاتھ میں کلمہ اسے حاتم نہیں کہتے
 جو خود محتاج سے نوشی ہو وہ سلق نہیں ہوتا

زمانے میں کبھی نیکی کی رسوائی نہیں ہوتی
 برائی سے کبھی شرمندہ اچھائی نہیں ہوتی
 صحیح انکار اپنے آپ کو منوا ہی لیتے ہیں
 کبھی سچائی کی عالم میں پسائی نہیں ہوتی

نہی کی آل سے تو دل میں بیز رکھتا ہے
 اور اُس کے ساتھ غمِ عشقِ غیر رکھتا ہے
 یہ شری پندی مسلسل عزیز ہے تجھ کو
 پھر اُس پہ حق سے تو امید خیر رکھتا ہے

خود اپنے دل کو سپردِ خراش کرتا ہے
اور ایک رازِ جہالت کا فاش کرتا ہے
بغور کیجئے صورتِ ملاحظہ اس کی
یہ شخص کانٹوں میں خوشبو تلاش کرتا ہے

دولتِ انصاف کو یوں بھی نہ کھونا چاہیے
تخمِ حکمت سرزمینِ دل میں بونا چاہیے
رکھ لی ہوتی اپنی نیچ ہی کی کچھ حضرت نے لاج
آدی کچھ تو شریف النفس ہونا چاہیے

خرد کو تابعِ خبط و جنون کرتا ہے
تاہ اپنے ہی دل کا سکون کرتا ہے
فریب کارِ قیادت کو ماننا ہے درست
فضول اپنی ذہانت کا خون کرتا ہے

جب ہے منافقوں سے ملاقات آپ کی
دنِ کام کا ہے اور نہ کوئی رات آپ کی
کارِ فضول ہے سحر و شام و روز و شب
معلوم ہم کو ہو گئی اوقات آپ کی

جو تپنا ہو وہ محوِ بزمِ آرائی نہیں ہوتا
گدائی کرنے والا حاتمِ طائی نہیں ہوتا
جو ہوں بے علم وہ علمی مسائل حل نہیں کرتے
مریضوں سے کبھی کارِ میسائی نہیں ہوتا

چہرہ فکر و نظر کی خوش جمالی دیکھ لی
دعویٰ حقانیت کی بے مثالی دیکھ لی
ہلیم کا زر چھوڑ کر بیٹھے ہیں بابِ جہل پر
ہم نے حضرت آپ کی روشن خیالی دیکھ لی

عافیتین شریعت کی پاک بازی ہے
 کہ اہل کفر و دغا کی کرشمہ سازی ہے
 کسی کو غلبے سے لائے کسی کو شورٹی سے
 خلیفہ سازی ہے یا اقرا نوازی ہے



میرا بھد خلوص یہی التماس ہے
 نور پھر یہی اشادہ ہوش و حواس ہے
 اربابِ ظلم و جور سے تو خود کو دور رکھ
 انصاف کا ذرا بھی اگر تجھ کو پاس ہے



جتجو دوست کی کرتے نہیں دشمن کی طرح
 پیش پھولوں سے تو آتے نہیں آس کی طرح
 پھوڑ کر ظلم کا در زورِ محمّد کیا تو
 جانے گا توڑ کے دیوار، نقب زن کی طرح

